Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سورہ بقرہ کے منتخب واقعات کے صوفیانہ اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ

(تفسیر نعیمی کی روشنی میں)

An Analytical Study of the Mystical Style of selective Incidents Narrated in Surah Baqarah (In the light of Tafsir Naimi)

Mufti Atta Ur Rehman,
Mphil scholar, Islamic studies department, Institute of southern Punjab, Multan
Dr.Hafiz.M.Mudassar Shafique
Assistant professor, faculty of social sciences, department of Islamic studies, Lahore Garrison University, Lahore
drmudassar@lgu.edu.pk
Asma Asghar
Mphil Islamic studies, Department of Islamic studies, Lahore leads university, Lahore

Abstract

Holy Qur'an has defined things as essential for the survival of nations and both of them are in accordance with human nature and status. Ethical organization on a higher scale and the evolution of materialism-In the nations and societies that neglect either of these two, they will not deserve to be called a superior nation in the international arena, nor will there be any guarantee for its establishment and survival. If a nation does not adhere to the minimum standards of morality, the collection of capable people cannot be called a nation-Therefore, the group of human beings and the society cannot be deprived of morality because every group and the members of the society need the cooperation of each other. Therefore, for the better formation of an organized and united society, it is essential to strengthen its moral foundations. Within an important region like Pakistan and India, the Muslim moral thinkers dedicated their lives for the change of society and the reformation of people one of them was Mufti Ahmad yar Naeemi.
Mufti Ahmad Yar Naimi is one of the Sufis and commentators who have left a far-reaching impact in the subcontinent due to his ideas. The evidence of which is his books on Sufism, Tafseer, Fiqh and the beautiful manner in which Mufti Ahmad yar has described the interpretation of the Qur'an in a Sufi style is unmatched in the subcontinent. In this article, three events of Surah Baqarah are discussed in the light of the mystical interpretation of Naimi.

Key words: The story of Harut and Marut, Changing Qiblah, The story of Jajalut and Talut, Surah Baqarah, Mystical Style of Tafsir Naimi

قصہ ہاروت وماروت کی صوفیانہ تفسیر

ہاروت اور ماروت دو فرشتے تھے اور ان کو اللہ تعالی نے اس لیے بھیجا تھا کہ لوگوں کو جادو کی حقیقت سے روشناس کریں کیونکہ اس دور میں جادو عام ہو چکا تھا اور انسان میں ہر برائی سرایت کر چکی تھی اللہ نے ان کو نازل کیا کہ وہ لوگوں پر واضح کریں کہ سحر کے نام سے مختلف حیلوں اور شعبدوں سے عجیب و

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

غریب کام کرتے ہیں وہ جادو نہیں ہے لوگوں پر جادو کی حقیقت واضح کرنے کے لیے جادو کی تعلیم دیتے اور اس پر عمل کرنے سے روکتے تھے۔ جس کا ذکر سورہ بقرہ میں کچھ یوں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَقُولُواْ رَاعِنَا وَقُولُواْ انظُرْنَا وَاسْمَعُوا ْوَلِلكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ(1)

"اے ایمان والو! (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے) رَاعِنَا مت کہا کرو بلکہ (ادب سے) اُنْظُرْنَا (ہماری طرف نظرِ کرم فرمائیے) کہا کرو اور (ان کا ارشاد) بغور سنتے رہا کرو، اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

ہاروت اور ماروت کیونکہ دو فرشتے تھے اور ان کی دنیا میں آنے کے بعد ان سے منسوب کچھ واقعات ہیں جن سے ان کی معصیت کا بیان ہے۔ تو مفتی احمد یار نے تفسیر عزیزی کے لحاظ سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ابن عباس اور علی المرتضی رضی اللہ عنھما سے بیان ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے میں انسان بہت بد عمل ہو گئے فرشتوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ مولی انسان بہت بدکار ہیں خیال رہے کہ فرشتوں نے پیدائش آدم سے پہلے اپنا استحقاق خلافت بیان کیا اس موقع پر انسان کی نااہلیت کا اظہار مقصود ہے تب رب تعالی کا ارشاد ہوا کہ اس کو غصہ اور شہوت دیا گیا ہے جس سے گناہ زیادہ کرتا ہے یہ چیزیں تم کو ملیں تم بھی گناہ کرنے لگو۔ فرشتے کہنے لگے کہ مولا کریم ہم تو گناہ کے پاس بھی نہ جائیں گے خواہ کتنا ہی غصہ اور شہوت ہو۔ حکم الٰہی ہوا کہ تم اپنی جماعت میں اعلیٰ درجے کے پرہیزگار فرشتے چھانٹ لو اور ان کو غصہ اور شہوت دے دیتے ہیں پھر امتحان ہو جائے گا۔ چنانچہ ہاروت اور ماروت جو بڑے ہی عبادت گزار تھے انتخاب میں آ گئے۔ غصہ اور شہوت عطا کر کے بابل میں نازل کیا گیا قاضی بن کر لوگوں کے فیصلے کرو اور شام کو اسم اعظم پڑھ کر آسمان پہ آ جاؤ۔ یہ سلسلہ چلتا رہا اور ان کا عدل وانصاف کا چرچہ ہو گیا مقدمے آنے لگے۔ ایک دفعہ ایک نہایت حسین و جمیل عورت جس کا نام زیرہ تھا ملک فارس کے رہنے والے تھی اپنے خاوند کے خلاف مقدمہ دائر کیا یہ دونوں اسے دیکھتے ہی عاشق زار ہو گئے اور اس سے برے کام کی خواہش کی اس نے کہا کہ میرا اور تمہارا دین مختلف ہے نیز میرا خاوند غیرت مند ہے وہ مجھے قتل کر دے گا لہٰذا تم میرے بت کو سجدہ کرو پھر میرے شوہر کو قتل کرو پھر میں تمہاری بات مانوں گی اور یہ کہہ کر چلی گئی۔ مگر ان کے دل میں اس عشق کی آگ بھڑک اٹھی آخر پیغام بھیجا کہ اس عورت کے گھر پہنچ گئے اس نے ان کے سامنے چار شرطیں رکھ دیں۔

1. یا تو اسم اعظم دیں۔
2. یا بت کو سجدہ کریں۔
3. یا میرے خاوند کو قتل کریں۔
4. یا شراب پییں۔

انہوں نے سوچا اسم اعظم اسم الٰہی ہے ظاہر کرنا ظلم ہے۔ بت پرستی شرک ہے، قتل حق العباد ہے، شراب ہی لے لیتے ہیں جب شراب پی لی تو مست ہو کر باقی تینوں کام بھی کر دیے۔ عورت اسم اعظم پڑھ کر آسمان میں پہنچ گئی ان کو اس اعظم بھول گیا اور اپنے کیے پر نادم و شرمندہ تھے حق تعالی نے فرشتوں سے فرمایا کہ انسان میری تجلی سے دور رہتا ہے یہ دونوں شام کو حاضر بارگاہ ہوتے ہیں شہوت سے مغلوب ہو کر سب کچھ کر بیٹھتے ہیں اگر انسان سے گناہ سرزد ہوں تو کیا تعجب ہے تمام فرشتوں نے اپنے خطا کا اقرار کیا اور زمین والوں پر لعن طعن کی بجائے دعائے مغفرت کرنے لگے۔(2) فرشتوں کو حکم ہوا کہ دنیاوی عذاب سے ان دونوں کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر بابل کے کنویں میں اوندھا لٹکا دیں اس کنویں میں آگ بھڑک رہی ہے اور یہ الٹے لٹکے

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہیں۔ تفسیر طبری نے بھی یہ واقعہ بیان کیا ہے۔(3) مفتی احمد یار اس روایت پر اٹھنے والے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہاروت وماروت معروف فرشتے ہیں اور وہ گناہ کیسے کر سکتے ہیں تو یہ تو قرآن کے خلاف ہے تو مفتی صاحب جواب دیتے ہیں کہ جب یہ دونوں شکل انسان ہی میں آگئے اور ان میں غصہ اور شہوت پیدا کر دی گئی تو ان میں فرشتوں کی صفات نہ رہیں فرشتہ فرشتہ رہ کر معصوم نہ کہ انسانی خواص پا کر۔ تاہم جب فرشتے انسانی شکل میں ہوں گے تو ان پر انسانی عوارض جاری ہوں گے اگرچہ ان کی حقیقت نور ہو گی مثال دیتے ہیں کہ موسیٰ کا جب عصاء سانپ بنتا تو کھاتا پیتا حرکت بھی کرتا سانس بھی لیتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب انسانی شکل میں آتے تو کپڑے سفید اور بال سیاہ تھے۔ اسی طرح ہاروت وماروت جب شکل انسانی میں آتے تو کھاتے پیتے جماع کرنے کی عادی ہوگئے۔(4) لیکن مفسرین نے اس روایت کا انکار کیا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ قرآنی آیات کے متضاد ہیں۔

روایت کا قرآن سے بطلان

ہاروت وماروت کے گناہ کا جو ذکر ہے قرآن کی مندرجہ ذیل آیات کے خلاف ہے جن میں فرشتوں کی عظمت کا بیان فرمایا ہے:

لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ(5)

"وہ کسی بات (کے کرنے) میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے امر کی تعمیل کرتے رہتے ہیں۔ وہ (اللہ) ان چیزوں کو جانتا ہے جو ان کے سامنے ہیں اور جو ان کے پیچھے ہیں اور وہ (اس کے حضور) سفارش بھی نہیں کرتے مگر اس کے لئے (کرتے ہیں) جس سے وہ خوش ہو گیا ہو اور وہ اس کی ہیبت وجلال سے خائف رہتے ہیں۔" اسی طرح ایک اور آیت میں ہے:

وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (6)

"اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے جملہ جاندار اور فرشتے، اللہ (ہی) کو سجدہ کرتے ہیں اور وہ (ذرا بھی) غرور و تکبر نہیں کرتے۔ وہ اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے رہتے ہیں اور جو حکم انہیں دیا جاتا ہے (اسے) بجالاتے ہیں۔" ایک اور جگہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ(7)

"اور جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کا (بندہ و مملوک) ہے، اور جو (فرشتے) اس کی قربت میں (رہتے) ہیں وہ نہ تو اس کی عبادت سے تکبّر کرتے ہیں اور نہ وہ (اس کی طاعت بجالاتے ہوئے) تھکتے ہیں۔ وہ رات دن (اس کی) تسبیح کرتے رہتے ہیں اور معمولی سا وقفہ بھی نہیں کرتے۔"

یہ وہ آیات ہیں جن میں فرشتوں کی صفات میں اللہ کے حکم کی عدولی اور معصیت کا انکار موجود ہے اب کچھ مفسرین کی آراء بھی بیان کرتے ہیں: حافظ ابن کثیر بیان کرتے ہیں: کہ ہاروت وماروت والا قصہ اسرائیلیوں نے وضع کیا ہے۔ حالانکہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعاً روایت ہے اور کعب احبار سے روایت سنداً صحیح ہے۔(8) لیکن اس حصے میں مزید حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: معصوم نبی صادق اور مصدوق سے کوئی حدیث مرفوع صحیح متصل الاسناد مروی نہیں ہے اور قرآن نے اس واقعے کو تفصیلاً بیان نہیں کیا سو ہم ایسی پر ایمان لاتے ہیں کہ جو قرآن میں اللہ کی مراد ہے۔(9) علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ یہ تمام روایات ضعیف ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے بہت بعید ہے کہ وہ ایسی روایت کریں ان میں سے کوئی روایت صحیح نہیں فرشتے اللہ کے سفیر ہیں اور وحی کے امین ہیں وہ اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور اللہ نے جب سات آسمانوں کو پیدا کیا اسی وقت سات سیاروں کو پیدا کیا تو ان میں سے زہرہ ستارہ پہلے ہی تھا اسی روایت میں بیان کیا ہے کہ وہ عورت سارا ستارہ بن گئی۔ (10)

امام رازی نے بھی لکھا ہے کہ یہ تمام روایت فاسد مردود اور غیر مقبول ہیں کتاب اللہ میں ان میں سے کسی پر یہ دلالت نہیں اور قرآن نے فرشتوں کے عصمیت بیان کی ہے یہ روایت اس کی مخالف ہے۔(11) ابو الحیان اندلسی لکھتے ہیں کہ ان روایات میں سے کوئی چیز صحیح نہیں ہے اور فرشتے معصوم

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہیں۔([12]) ان تمام مفسرین نے اس بات کی قبولیت کاانکار کیا ہے کہ ہاروت وماروت سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہو قرآن مجید کا نسخ یا عموم کا مخصص یا تو قرآن مجید ہو سکتا ہے یا حدیث صحیح متواترہ۔ اور ان روایات میں سے ایک حدیث بھی صحیح نہیں ہے اس لیے ایسی روایات بیان کرنے سے گریز کرنا بہتر ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی بیان کرتے ہیں کہ ان آیتوں کے متعلق ایک لمبا چوڑا زہرہ کا قصہ مشہور ہے جو کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں۔ جن علماء نے اس کو قواعد شرعیہ کے خلاف سمجھا ہے رد کر دیا اور جنھوں نے کسی تاویل سے خلاف نہیں سمجھا رد نہیں کیا۔([13]) مفتی احمد یار نعیمی ان آیات اور واقعہ کی صوفیانہ تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ انسان میں سارا عالم ہے ہاروت و معروف اس کی قوت نظر اور قوت عملی ہیں۔ اور اس کا نفس گو یا زہرہ ہے اس نفس ان دونوں قوتوں سے وہ صفات سیکھے جن کی برکت سے یہ نفس عالم اجسام سے ترقی کرکے عالم ارواح سے مل سکے۔ اور ملائے اعلیٰ میں اس کا شمار ہو مگر یہ نفس ان دونوں قوتوں کو گناہ سے رغبت دیتا ہے جس سے یہ عالم صفیات میں ہی رہ جائیں جب یہ دونوں قوت نفس کی اطاعت کرکے نادم ہوں تو شریعت پیغمبر کے حضور حاضر ہو کر اپنی شفاعت چاہیں۔ ادھر سے حکم ملے کہ ان دونوں کا چاہ دنیا میں عمر بھر کے لیے قید کر دو جہاں کے ان کے مصائب و آرام کی تکالیف برداشت کرنا پڑے یہ قوت عملی و نظری دیگر انسانی قوتوں کو دنیاوی امور سکھاتی ہیں مگر ساتھ ہی فرما دیتے ہیں کہ یہ دنیا چال ہے اس سے بچے رہنا اس پر عمل نہ کرنا یہ تمام چیزیں تم کو بچنے کے لیے بنائی گئی نہ کہ عمل کے لیے۔ جو ان کی مخالفت کرکے دنیا میں پھنس جاتا ہے وطریقت کا کافر ہے اور جو ان کی مان جاتا ہے وہ کامل مومن۔([14]) مفتی صاحب ایک دوسری تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہاروت و ماروت کی ایک گھڑی صحبت میں رہ کر ان سے کچھ فیض لے کر بندہ باذن الٰہی لوگوں کو نقصان پہنچانے پر قادر ہو جاتا ہے اور لوگوں کے دلوں پر تصرف کر سکیں کہ خاوند کے دل میں بیوی سے نفرت پیدا کر دے۔

تحویل قبلہ کی صوفیانہ تفسیر

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابتداء میں جب نماز فرض ہوئی تو قبلے کی سمت بیت المقدس کی طرف رکھا اللہ اور سترہ ماہ تک اسی طرف منہ کرکے نماز ادا کرتے رہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دل میں یہ بات تھی کہ ہمارا قبلہ بیت اللہ ہونا چاہیے یعنی کعبۃ اللہ۔ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی بات کو وحی کے ذریعے خطاب فرمایا اور حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منہ کو کعبۃ اللہ کی طرف پھیر لیں۔ تحویل قبلہ کا ذکر قرآن مجید میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر 142 میں لیا گیا ہے:

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَن قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُل لِّلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ([15])

"اَب بیوقوف لوگ یہ کہیں گے کہ ان (مسلمانوں) کو اپنے اس قبلہ (بیت المقدس) سے کس نے پھیر دیا جس پر وہ (پہلے سے) تھے، آپ فرما دیں: مشرق و مغرب (سب) اللہ ہی کے لئے ہے، وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر ڈال دیتا ہے۔"

اس آیت کے شان نزول سے متعلق خزائن العرفان میں ہے کہ یہ آیت یہودیوں یا مشرکین مکہ یا منافقین یا ان سب کے جواب میں نازل ہوئی جن کو تبدیلی قبلہ پر اعتراض تھا اور جنہیں یہ تبدیلی ناگوار تھی۔([16]) امام بخاری روایت بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو اپنے نانا یا ماموں کے گھر ٹھہرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ بیت اللہ ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف منہ کرکے جو پہلی نماز پڑھی وہ عصر کی نماز تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جماعت نے نماز پڑھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں سے ایک شخص ایک مسجد والوں کے

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

پاس سے گزرا وہ اس وقت رکوع میں تھے اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی ہے وہ لوگ نماز کی حالت میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے یہود اور دیگر اہل کتاب کو یہ پسند تھا کہ آپ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی طرف منہ کر لیا تو ان کو یہ ناگوار گزرا(17)علامہ قرطبی بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری نے اس نماز کو نماز عصر بیان کیا ہے۔امام مالک اس کو نماز فجر قرار دیتے ہیں۔اور ایک قول کے مطابق یہ حکم بنو سلمہ کے مسجد میں نازل ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں تھے اور دو رکعت پڑھ چکے تھے پھر نماز ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ بدل دیا اور باقی دو رکعتیں بیت اللہ کی طرف منہ کرکے پڑھیں اور اس مسجد کا نام مسجد القبلتین رکھا گیا۔(18)مفتی احمد یار بھی نماز ظہر کا ذکر کرتے ہوئے بنو سلمہ کی مسجد ہی کا ذکر کرتے ہیں یہ نماز نماز قبلتین جبکہ مسجد جامع قبلتین ہوئی۔(19) تفسیر عزیزی میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے(20) مفتی احمد یار تفسیر روح البیان کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ مشرکین مکہ یہ اعتراض کریں گے کہ لوگوں کی مخالفت کرنا ان کا کام ہے مکہ مکرمہ میں رہے تو ہم میلانے کے لئے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے اور جب مدینہ پہنچے تو وہاں اہل کتاب کو چڑھانے کے لیے ان کے معظم گھر بیت المقدس کو چھوڑ دیا تو تم ان کو جواب دینا کہ نہ ہم معتصب ہیں اور نہ ہی خوشامدی اور نہ ہی قوم پرست اور نہ ہی یہودیوں اور عیسائیوں کی طرف مشرق و مغرب کی پوجا کرنے والے۔(21) یہود نے سمت مغرب کو قبلہ بنایا تھا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مغرب کی جانب سے ندا آئی تھی۔ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ()[22]

"اور آپ (اس وقت طُور کے) مغربی جانب (تو موجود) نہیں تھے جب ہم نے موسٰی (علیہ السلام) کی طرف حکم (رسالت) بھیجا تھا، اور نہ (ہی) آپ (ان ستّر افراد میں شامل تھے جو وحیِ موسٰی علیہ السلام کی) گواہی دینے والوں میں سے تھے (پس یہ سارا بیان غیب کی خبر نہیں تو اور کیا ہے؟)"

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا([23])

"اور (اے حبیبِ مکرّم!) آپ کتاب (قرآن مجید) میں مریم (علیہا السلام) کا ذکر کیجئے، جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر (عبادت کے لئے خلوت اختیار کرتے ہوئے) مشرقی مکان میں آ گئیں۔"

مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ یہود و نصاری مشرق و مغرب کی پجاری جب کہ ہم ان کے خالق کے عابد ہیں۔اگر ہم میں ریاکاری ہوتی تو مکہ معظمہ میں مشرکین کو خوش کرنے کے لیے کعبہ کو قبلہ بناتے اور مدینہ میں اہل کتاب کی رضا کے لیے مقدس کو۔مگر ہوا اس کے برعکس ہماری اس پر نظر ہے کہ سب رب کا ہے اور اسی کو راضی کرنا مقصود ہے وہ جس طرف چاہے سجدہ کرائے یہی راہ مستقیم ہے۔(24)مفتی احمد یار ان آیات کی صوفیانہ تفسیر یوں کرتے ہیں کہ موحد اور مشرک میں یہ فرق ہے کہ مشرک توجیہات کا پجاری ہے اور موحد رب کا عابد۔مشرک کی عقل پردوں تک پہنچتی ہے موحد کی پردے دار تک۔جھگڑے جب تک یہی ہے جب تک حقیقت سامنے نہیں۔حجاب کا اٹھنا جھگڑے مٹا دیتا ہے اہل کتاب مشرق و مغرب پر اسی لیے اڑے ہوئے تھے کہ حق ان سے چھپا ہوا تھا انہیں یہ خبر نہ تھی کہ توحید کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر جہت میں اس کو دیکھیں۔(25)مفتی صاحب روح البیان کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ یوں تو عالم کے ہر ذرہ میں رب کی جلوہ گری ہے مگر مومن کا سر ادھر ہی جھکے گا جدھر وہ فرمائے گا کیونکہ مومن خود بھی اس کی تجلی گاہ ہے یوں سمجھو مشرک مخلوق کا مقید ہے اور موحد جیہات کی قیدوں سے آزاد بلکہ اس کے حکم کا پابند اس لیے جب قبلہ معلوم نہ ہو تو جدھر دل جمے ادھر ہی قبلہ ہے ہر جہت حق میں ہے، حق کی ہے اور حق کے لیے ہے۔(26)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کی تکمیل: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کیونکہ خواہش رکھتے تھے کہ قبلہ کعبۃ اللہ ہو تواللہ نے اس خواہش کو پورا فرمایااور قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ادا کا ذکر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنا چہرہ آسمان کی طرف جو اٹھاتے ہیں کعبۃ اللہ کی طرف منہ پھیرنے سے متعلق تو یقیناًاللہ آپ کو راضی کرے گا۔ارشاد باری تعالی ہے:

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ(27)

"(اے حبیب!) ہم بار بار آپ کے رُخِ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں، سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں، پس آپ اپنا رخ ابھی مسجدِ حرام کی طرف پھیر لیجئے، اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں بھی ہو پس اپنے چہرے اسی کی طرف پھیر لو، اور وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ (تحویلِ قبلہ کا حکم) ان کے رب کی طرف سے حق ہے، اور اللہ ان کاموں سے بے خبر نہیں جو وہ انجام دے رہے ہیں۔"

ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف چہرہ کیے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ اللہ آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں۔(28) تفسیر خزائن العرفان میں بھی یہی ذکر ہے کہ کعبۃ اللہ کا قبلہ بنایا جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا اور اسی امید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اور مسلمانوں نے بھی کعبہ کی طرف رخ پھیر لیا۔(29) تفسیر روح البیان میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے فرمایا تھا کہ میری خوشی ہے کہ کعبہ ہمارا قبلہ ہو جبرائیل نے عرض کیا میں تو معمور ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب کے بندہ محبوب۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں یعنی میں تو صرف رب کا ماننے والا ہوں آپ ماننے والے بھی ہیں اور منوانے والے بھی۔رب تعالی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا چاہتا ہے یہ کہہ کر آسمان کی طرف گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔(30) تفسیر طبری نے بھی اسی سے ملتی جلتی روایت بیان کی ہے(31) مفتی احمد یاران آیات کی صوفیانہ تفسیر بیان کرتے ہیں: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلق میں رہ کر خالق میں مشغول تھے تبلیغ اور دعوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحدت سے کثرت کی طرف نہیں پھیر سکتی تھی فرمایا جارہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان روح کی طرف متوجہ ہونا ہم پر مخفی نہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ پاک کھول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں جو ہماری خاص تجلی گاہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد قلب کی طرف متوجہ ہوں جس تک نفس اور خواہشات نفس اور شیطان کا پہنچنا حرام ہے اور اہل توحید تم خواہ اہل مشرق روح کی طرف ہو یا مغرب نفس کی جانب مگر اپنے قبلہ قلب کو پاک مصطفی کی طرف ہمیشہ متوجہ رکھنا اور قبلہ ایمان اور کعبہ عرفان ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ حضور کا کعبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب پاک ہے جہاں رب کی تجلی ہے اور شیطان وغیرہ کی رسائی نہیں اور سارے عالم کا قبلہ ایمان ذات پاک مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔(32) مفتی صاحب مزید مثال سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت اور کعبۃ اللہ کے قبلہ یعنی رخ کی وضاحت کچھ یوں کرتے ہیں کہ کعبہ کا پرنالہ بالکل روزہ مطہرہ کے مقابل ہے اور جس کی دکان گلی میں ہے اس کا اشارہ کرنے والا سائل بورڈ سڑک پر ہوتا ہے جو انگلی سے ادھر رہبری کرتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں کے لیے اس پر دکاندار کا پتہ بھی لکھا ہوتا ہے تو گویا یہ کعبہ ایمان وہ سبز گنبد میں آرام فرمارہا ہے۔اب یہ آیت پڑھو خواہ کعبہ کے محراب میں ہو یا مطیم میں میزاب کے نیچے، صفا مروہ پر ہو یا مزدلفہ، منی اور عرفات میں جہاں بھی ہو اپنی توجہ اس شہنشاہ مدینہ کی طرف رکھنا اور الحمد للہ مسلمان ہر جگہ سنت ہی پر نظر رکھتا ہے۔(33)

مفتی صاحب مزید تحریر کرتے ہیں کہ چونکہ کعبہ کے قبلہ ہونے کی وجہ محبوبیت جناب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی حضور رب کے محبوب اور کعبہ حضور انور کو پیارا اور پیارے کا پیارا اپنا پیارا ہوتا ہے یہ دونوں محبتیں اٹل ہیں۔نہ کسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت ختم ہو سکتی ہے نہ کہ کعبہ کی

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مقبولیت۔ لهذا کعبہ کا قبلہ ہونا محکم واٹل ہوااور دیکھ لو دنیاداروں کو عزتیں عارضی ہیں مال، دھڑ دولت اور گروہ فنا ہوا، یہ عزتیں بھی فنا ہوئیں مگر اولیاء اللہ کی عزتیں دائمی باقی۔ کیونکہ ان کی بنیاد مضبوط ہے یعنی غلامی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

خلاصہ بحث

تحویل قبلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اطمینان قلب کا ایک اہم پہلو ہے۔ جب پوری مخلوق مخالفت پر اتر آئے اور خالق آپ کے دل کو اطمینان بخشے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت کو پورا کرتے ہوئے لوگوں کو حیرانی میں مبتلا کر دے تو یقیناً یہ معاملات اطمینان قلب کا سبب بنتے ہیں۔

موحد اور مشرک کے مابین فرق

اللہ تعالی کی ذات ہر سمت موجود ہے جس طرف بھی منہ کریں اللہ کے ماننے والے اس ذات کو پائیں گے لیکن اس کا انکار کرنے والے مختلف جہتوں کے لحاظ سے بحث کرتے نظر آئیں گے اور موحد جس طرف بھی منہ کرے تو ادا ہو گا لیکن حکم ربانی کا پابند ہو جانے کے بعد جیہات کا بھی پابند ہو گا۔ مشرک ہمیشہ ظاہر پر محدود رہتا ہے لیکن موحد پردوں سے آگے گزر کر پردے دار تک پہنچتا ہے۔ جھگڑے بھی اس وقت تک ہوتے ہیں جب تک پردے نہیں اٹھتے جب پردے اٹھ جائیں تو ہر جہت میں رب الہی کے تجلیات کا مشاہدہ ہوتا ہے تو مشرق و مغرب کی حدود اور قیود سے نکل جاتے ہیں ورنہ اہل کتاب کی مانند مشرق و مغرب کی جیہات تک محدود رہتے ہیں۔

قصہ جالوت وطالوت کا صوفیانہ اسلوب:

طالوت کا تعارف: ابن جریر روایت کرتے ہیں: بنی اسرائیل کی جماعت نے حضرت شمویل سے بادشاہ کا مطالبہ کیا تو حضرت شمویل نے دعا کی کہ ایک بادشاہ بھیج۔ اللہ تعالی نے ان سے فرمایا تمہارے گھر کے باورچی خانے میں جو تیل پڑا ہے اسے دیکھتے رہو جب کسی شخص کے آنے پر وہ تیل جوش مارنے لگے تو وہی بنی اسرائیل کا بادشاہ ہو گا۔ طالوت بنیامین بن یعقوب کی اولاد میں سے تھے ان کی نسل میں نہ نبوت رہی تھی اور نہ بادشاہت۔ وہ چمڑے کا کام کرتے تھے ایک دن طالوت اپنے غلام کے ساتھ گم شدہ جانور کو ڈھونڈنے نکلے جب وہ حضرت شمویل کے گھر کے پاس سے گزرے تو غلام نے کہا اس نبی کے گھر چلیں یہ ہمارے گم شدہ جانور سے متعلق کچھ بتائیں گے۔ جب طالوت حضرت شمویل سے بات کر رہے تھے تو اچانک برتن میں موجود تیل جوش مارنے لگا حضرت شمویل نے ان کو قریب بلایا اور ان کے سر پر وہ تیل لگایا اور کہا تم بنی اسرائیل کے بادشاہ ہو۔ طالوت نے کہا آپ کو علم ہے کہ میں بنی اسرائیل کے نچلے درجے کا ہوں فرمایا۔ ہاں بنی اسرائیل کو بتایا کہ طالوت ان کا بادشاہ ہے انہوں نے اعتراض کیا ہم اس سے زیادہ بادشاہی کے مستحق ہیں۔ اور اس کے پاس زیادہ مال بھی نہیں ہے حضرت شمویل نے فرمایا کہ اس کو علم اور جسم کی وسعت کی بناء پر منتخب کیا ہے۔(34) یہی واقعہ طالوت کے تعارف میں تفسیر نعیمی میں بھی بیان کیا گیا ہے(35) اس واقعے کا ذکر اللہ تعالی نے قرآن کی درج ذیل آیت میں بیان کیا ہے: ارشاد باری تعالی ہے:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللہ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوٓا۟ أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللہ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ(36)

"اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: بیشک اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ مقرّر فرمایا ہے، تو کہنے لگے کہ اسے ہم پر حکمرانی کیسے مل گئی حالانکہ ہم اس سے حکومت (کرنے) کے زیادہ حق دار ہیں اسے تو دولت کی فراوانی بھی نہیں دی گئی، (نبی نے) فرمایا: بیشک اللہ نے اسے تم پر منتخب کر لیا

ہے اور اسے علم اور جسم میں زیادہ کشادگی عطا فرمادی ہے، اور اللہ اپنی سلطنت (کی امانت) جسے چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے۔"

حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ طالوت کا نام سریانی زبان میں شاول بن قیس تھا۔ان کے بہت لمبے قد کی وجہ سے ان کو طالوت کہا جاتا ہے جالوت کو انہوں نے ہی قتل کیا اور ان کی بیٹی سے ہی حضرت داؤد علیہ السلام کا نکاح ہوا۔[37]()

ان آیات کی تفسیر میں مفتی احمد یار لکھتے ہیں کہ تکبر بڑائی انسان کی ذاتی جوہر کھو دیتی ہے علم و فضل، تقوی پرہیزگاری نیچوں کو اونچا کر دیتی ہے۔ دیکھو خاندان بنی اسرائیل نے اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر جانا تو سلطنت سے محروم ہو گئے۔ غیر خاندانی طالوت علم وفضل کی وجہ سے صاحب تخت وتاج اور ان کے بڑوں کے افسر ہوئے اور ان کے پاس کمال روحانی یعنی علم اور کمال جسمانی یعنی تقوی تھا۔ایسے ہی راہ سلوک طے کرنے والے کے لیے علم و عمل کے دو بازوں ضروری ہیں فخر، تکبر حسب و نسب پر پھولنا محرومی کا باعث ہے۔ تیز بارش گلی کوچوں میں مگر ناچیز سیپ سے پڑ کر موتی بنتا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے کو حقیر جانا سیپ نے اسے رحمت سے پالا اور موتی بنا کر اس کو بادشاہوں کے تاج میں لگایا۔ یہ مت سمجھو کہ ادنی سے ادنی اور اعلیٰ سے اعلیٰ ہی پیدا ہوتے ہیں۔اللہ والے کی نگاہ سے ادنی اعلیٰ بن جاتے ہیں اور اونچے لوگ بندگان خدا کی نگاہ سے گر کر نیچے ہو جاتے ہیں۔ آدم کی پشت سے قابیل اور آزر بت پرست کے خاندانوں میں خلیل پیدا ہوتے ہیں اچھی غذا پاخانہ بنتی ہے اور گندا نطفہ انسان۔ گوبر وخون کے درمیان سے دودھ نکلتا ہے لہٰذا سلوک کی شرط اول سکوت ہے اور تواضع انکساری اس کے ارکان۔([38]) بنی اسرائیل نے حضرت شمویل سے طالوت کی سلطنت کا کوئی ظاہری معجزے کی خواہش ظاہر کہ جس سے سب کے دل کو اطمینان حاصل ہو جائے تو بنی اسرائیل کے اطمینان قلب کے لیے اللہ نے ایک صندوق کا ذکر قرآن میں کیا تاکہ انہیں اس نشانی سے یقین ہو جائے ارشاد باری تعالی ہے:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلآئِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ([39])

"اور ان کے نبی نے ان سے فرمایا: اس کی سلطنت (کے مِن جانبِ اللہ ہونے) کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس صندوق آئے گا اس میں تمہارے رب کی طرف سے سکونِ قلب کا سامان ہوگا اور کچھ آلِ موسٰی اور آلِ ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہوں گے اسے فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہوگا، اگر تم ایمان والے ہو تو بیشک اس میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے۔"

تابوت کی تحقیق

ابو الحیان اندلسی لکھتے ہیں کہ یہ صندوق شمشاد کی لکڑی سے بنا ہوا تھا اور اس پر سونے کے تیرے چڑھے ہوئے تھے۔ تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام پر اتارا گیا انبیاء اور ان کے گھروں کی تصویریں تھیں اور آخری گھر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ حضرت آدم کے بعد شیث کو منتقل ہوا حضرت ابراہیم تک پہنچا اور اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو منتقل ہوا۔([40]) حضرت موسیٰ علیہ السلام اس میں تورات رکھتے۔ چنانچہ اس میں تورات کی کچھ تختیاں، آپ کا عصا اور آپ کے کپڑے، نعلین شریف، حضرت ہارون علیہ السلام کا امامہ اور ان کا عصا اور تھوڑا من جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا موجود تھے۔اس صندوق کی بدولت بنی اسرائیل کو جنگ میں فتح نصیب ہوئی اس کی وجہ سے تسکین حاصل ہوتی اس کو سامنے رکھ کر جو دعا مانگتے قبول ہوتی۔جب بنی اسرائیل کی بد عملی حد سے بڑھ گئی تو ان پر قوم عمالقہ مسلط ہو گئی جو ان سے تابوت بھی چھین کر لے گئی اور اس کو بے ادبی سے گندی جگہ پر رکھا۔اس گستاخی سے عمالقہ میں سخت قسم کی بیماریاں پھیل گئیں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو گئے۔ عمالقہ کی پانچ بستیاں تباہ ہوئی انہیں یقین ہوا کہ یہ سب

Vol.6 No.4 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

تابوت کی بے ادبی کی وجہ سے لہٰذا انہوں نے یہ تابوت گاڑی میں رکھ کر بیلوں کو ہانک دیا۔ادھر حضرت شمویل نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ طالوت کے پاس تابوت آرہا ہے فرشتے بیلوں کو ہانکتے ہوئے تابوت طالوت کے پاس لے آئے۔ بنی اسرائیل تابوت کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ (41)اور یہ واقعہ خزائن العرفان (42)اور تفسیر نعیمی میں بھی بیان کیا ہے۔43)مفتی احمد یاران آیات کو صوفیانہ تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ کے پیارے ملک الہی میں خلیفۃ اللہ ہیں اور ان کا دل تابوت جسے رب نے ایمانی سپوت اور عرفانی قرار عطا فرمایا۔ جس میں لا الہ الا اللہ کا عصا ہے۔ یہ عصا فرعون نفس کے صفائی جادو گروں کو فنا کر دیتا ہے۔اس تابوت سکینہ سے تو دشمنوں پر غلبہ تھا اس تابوت قلبی میں تمام جنات وشیاطین پر غلبہ ہے۔جب طالوت روح کو تابوت قلب مل جائے تو اسے خلافت الٰہی اور تخت وسلطنت عطا ہو جاتا ہے پھر اس دنیا سے بچ کر اپنی تمام صفات ایمانی کے لشکر کے ساتھ جالوت نفس پر حملہ کر کے تباہ و برباد کر ڈالتا ہے کیونکہ بدن انسانی میں طالوت روح اور جالوت نفس جمع ہو کر سلطنت نہیں کر سکتے۔(44)مزید مفتی احمد یار فرماتے ہیں کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ آمَنُواْ وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللّهِ أَلاَ بِذِكْرِ اللّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ(45)

جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اور بزرگوں سے ان کے تبرکات سے دل و جان کو سکون میسر ہوتا ہے۔سکون اور اطمینان میں فرق ہے نیز یہاں دل کی قید نہیں ہے کہ صرف دل کو سکون ہے بلکہ دل، جان، دماغ، ایمان سب ہی کو سکون میسر ہوتا ہے یہ حضرت کے تبرکات سب ذکر اللہ ہیں کہ ان سے اللہ یاد آتا ہے۔(46) اشرف علی تھانوی بھی تحریر کرتے ہیں کہ یہ اس آیت میں آثار صالحین سے برکت حاصل کرنے کی اصل ہے۔(47)طالوت کی سربراہی میں جالوت کے خلاف جہاد جب اللہ نے بنی اسرائیل کو تابوت کی شکل میں نشانی مہیا کی اور اسرائیلیوں کو کسی طرح کی ان کی امامت میں کچھ شک وشبہ نہ رہا اور انہوں نے طالوت کی بادشاہت کو تسلیم کر لیا تب طالوت نے ان سب کو ایک لشکر کی شکل میں جمع کیا لیکن تعداد کافی زیادہ تھی اور طالوت یہ چاہتے تھے کہ ان کے ساتھ صرف وہی لوگ جہاد میں شامل ہوں جو صبر کرنے والوں میں سے ہیں بزدل اور بے صبر لوگوں کا مجمع وہ نہیں چاہتے تھے۔تو ان کے لیے اللہ نے ایک نہر سے آزمانے کا حکم دیا جس کا ذکر ان آیات میں ہے۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلاَّ مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُواْ مِنْهُ إِلاَّ قَلِيلاً مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُواْ مَعَهُ قَالُواْ لاَ طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنودِهِ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلاَقُو اللّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّهِ وَاللّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ(48)

"پھر جب طالوت اپنے لشکروں کو لے کر شہر سے نکلا، تو اس نے کہا: بیشک اللہ تمہیں ایک نہر کے ذریعے آزمانے والا ہے، پس جس نے اس میں سے پانی پیا سو وہ میرے (ساتھیوں میں) سے نہیں ہوگا، اور جو اس کو نہیں پئے گا پس وہی میری (جماعت) سے ہوگا مگر جو شخص ایک چُلّو (کی حد تک) اپنے ہاتھ سے پی لے (اس پر کوئی حرج نہیں)، سو ان میں سے چند لوگوں کے سوا باقی سب نے اس سے پانی پی لیا، پس جب طالوت اور ان کے ایمان والے ساتھی نہر کے پار چلے گئے، تو کہنے لگے: آج ہم میں جالوت اور اس کی فوجوں سے مقابلے کی طاقت نہیں، جو لوگ یہ یقین رکھتے تھے کہ وہ (شہید ہو کر یا مرنے کے بعد) اللہ سے ملاقات کا شرف پانے والے ہیں، کہنے لگے: کئی مرتبہ اللہ کے حکم سے تھوڑی سی جماعت (خاصی) بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے، اور اللہ صبر کرنے والوں کو اپنی معیّت سے نوازتا ہے۔" علامہ جلال الدین سیوطی بیان کرتے ہیں کہ اس زمانے میں جالوت سب سے زیادہ طاقتور شخص تھا اس کی ہیبت بہت تھی۔طالوت کا لشکر جب روانہ ہوا تو طالوت نے لشکر سے کہا کہ تمہیں دریا سے آزمایا جائے گا چار

Vol.6 No.4 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ہزار کے سوا باقی سب نفوس نے جالوت کی ہیبت سے اس دریا سے پانی پی لیا اور اس دریا کو عبور کیا اور باقی ماندہ لشکر دریا عبور نہ کر سکا۔ جن لوگوں نے دریا سے سیر ہو کر پانی پیا تھا وہ سخت پیاس میں مبتلا ہو گئے اور جنہوں نے چلو بھر پانی پیا تھا اس کو پیاس نہیں لگی اور جب طالوت اور ان کے ساتھ مومنوں نے دریا عبور کر لیا تو انہوں نے جالوت کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ آج ہم جالوت کے لشکر سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے ان میں سے بھی کافی نفوس واپس چلے گئے اور طالوت اہل بدر کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ باقی رہ گئے۔(49) ابن عساکر لکھتے ہیں جو لوگ اللہ اور آخرت میں یقین رکھنے والے تھے انہوں نے کئی بار اللہ کے حکم سے قلیل کو کثیر جماعت پر غلبہ حاصل کرتے دیکھا تھا۔ اللہ کے حکم سے انہوں نے اللہ سے فتح اور نصرت کی دعا کی اور دعا وہ واحد ہتھیار ہے جو صرف مومنوں کے پاس ہے اور کافروں کے پاس نہیں ہے۔ حضرت شمویل نبی نے طالوت کو ایک ذرا دی اور فرمایا جس شخص کے یہ زیرہ پوری آجائے گی وہ اللہ کے حکم سے جالوت کو قتل کر دے گا اور طالوت کی منادی نے ندا کی جو شخص جالوت کو قتل کرے گا اس کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دوں گا اور اپنا آدھا ملک اور آدھا مال اس کو دے دوں گا(50) مفتی احمد یار اس کی صوفیانہ تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ دنیا ہزار دن ہے اور یہاں کی لذتیں اس کا پانی دنیا میں آنے والے لوگ طالوتی لشکر ہیں جو کہ شیطان جالوت کے مقابلے میں آیا۔ جیسے کہ طالوت نے اعلان فرمایا کہ یہ جو پانی سیر ہو کر پیے گا وہ مجھ سے نہیں اور جو چلو پر قناعت کرے گا وہ میرا ہے ایسے ہی انبیاء نے اعلان کیا جو دنیا میں بقدر ضرورت مشغول رہے گا وہ ہمارا ہے اور جو حریص ہو کر اس میں پھنس جائے گا وہ ہمارا نہیں ہے اور جیسے طالوتی لوگ بے صبری سے بزدل ہو گئے کہ وہ رہ گئے اور صابر پن سب گزر گئے ایسے ہی دنیا کو بقدر ضرورت حاصل کرنے والے سب کچھ کر گزریں گے اور اس میں پھنسنے والے ایسے بے دست و پا ہو جائیں گے جیسے شہد میں مکھی یا حریص گائے جو بے تحاشہ کھا کر اولا بیمار پڑتی ہے پھر ہلاک ہو جاتی ہے نہ دودھ دے کر اور نہ بچے دے۔ اطمینان سے کھانے والی گائے خود بھی تندرست رہتی ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتی ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ انسان مٹی سے بنا ہے اور مٹی طبعاً خشک ہے یہ خشکی تب ہی دور ہو سکتی ہے جب رب تعالی اس پر توفیق کی بارش برسائے عاقل وہی ہے جو طلب دنیا میں اپنے آپ کو مبتلا نہ کرے اہل حقیقت وہی ہے جو ضرورت کھانے پینے اور لباس و مکان پر قناعت کرے اور مجبوراًہی مخلوق سے تعلق رکھے۔ اس سے زیادہ کا طلبگار حریص ہے۔ صابر وہ لوگ ہیں جن کی برکت سے بارشیں آتی ہیں۔ انہی کی وجہ سے دنیا عذاب سے محفوظ رہتی ہے مگر ایسے لوگ بہت کم ہیں اور جو ہیں وہ چھپے ہیں۔(51) تفسیر روح البیان میں ہے کہ یہ لوگ اگرچہ تھوڑے ہیں مگر نصرت الٰہی کے ساتھ ہیں اور جلوت شیطان اور نفس و صفات کے لشکر پر یہی غالب کیونکہ ان کے پاس شریعت کی ڈھال اور حقیقت کے ہتھیار ہیں۔(52) ارشاد باری تعالی ہے:

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلاَّ مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُواْ مِنْهُ إِلاَّ قَلِيلاً مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُواْ مَعَهُ قَالُواْ لاَ طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنودِهِ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلاَقُو اللّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّهِ وَاللّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ (53)

"پھر جب طالوت اپنے لشکروں کو لے کر شہر سے نکلا، تو اس نے کہا: بیشک اللہ تمہیں ایک نہر کے ذریعے آزمانے والا ہے، پس جس نے اس میں سے پانی پیا سو وہ میرے (ساتھیوں میں) سے نہیں ہوگا، اور جو اس کو نہیں پئے گا پس وہی میری (جماعت) سے ہوگا مگر جو شخص ایک چُلّو (کی حد تک) اپنے ہاتھ سے پی لے (اس پر کوئی حرج نہیں)، سو ان میں سے چند لوگوں کے سوا باقی سب نے اس سے پانی پی لیا، پس جب طالوت اور ان کے ایمان والے ساتھی نہر کے پار چلے گئے، تو کہنے لگے: آج ہم میں جالوت اور اس کی فوجوں سے مقابلے کی طاقت نہیں، جو لوگ یہ یقین رکھتے تھے کہ

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

وہ (شہید ہو کر یا مرنے کے بعد) اللہ سے ملاقات کا شرف پانے والے ہیں، کہنے لگے : کئی مرتبہ اللہ کے حکم سے تھوڑی سی جماعت (خاصی) بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے، اور اللہ صبر کرنے والوں کو اپنی معیّت سے نوازتا ہے۔"

جالوت کا قتل

جالوت عملیق ابن عاد کی اولاد سے تھا بہت قد آور جوان تھا کہ اس سایہ ایک میل تک جاتا تھا بڑا سخت، جابر اور بہادر تھا اکیلا لشکروں کو بھگا دیتا تھا اس لیے اسے جالوت کہتے تھے بڑا جنگجو بہادر۔ لشکر اسلام میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے لیکن اس وقت حضرت داؤد بیمار تھے آپ کا رنگ زرد تھا جالوت نے اپنا مقابل طلب کیا مگر یہ لوگ اس کی قوت جسامت دیکھ کر گھبرا گئے۔ طالوت نے اعلان کیا کہ جو کوئی جالوت کو قتل کرے گا میں اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دوں گا اور آدھی سلطنت بھی اسے بخش دوں گا مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا تب طالوت نے شمویل سے عرض کیا کہ رب سے دعا فرمایئے آپ نے دعا کی تو وحی آئی کہ داؤد جالوت کو قتل کریں گے طالوت نے داؤد کو وہی پیشکش کی اور آپ مان گئے۔ طالوت نے زرہ پہنا کر گھوڑا اور ہتھیار دے کر روانہ کیا جب جالوت کے مقابلے پہنچے وہ بولا تمہاری چھوٹی عمر کی بناء پر مجھے رحم آ رہا ہے تم واپس جاؤ کسی اور کو میرے مقابل بھیجو۔ آپ نے فرمایا کہ اب بات کا موقع نہیں بلکہ عمل کا وقت ہے لے سنبھل جا تجھ پر وار کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ تینوں پتھر گوپھن میں گھما کر جو مارے تو اس کی پیشانی پر پڑے آن کی آن میں جالوت گھوڑے سے گر پڑا لشکر کفار میں بھگدڑ مچ گئی داؤد جالوت کو کتے کی طرح گھسیٹتے ہوئے لائے اور طالوت کے سامنے ڈال دیا مسلمانوں کی خوشی کا کوئی اندازہ نہ تھا سب مسلمان صحیح سلامت فتح پا کر لوٹے۔ طالوت نے حسب وعدہ اپنی بیٹی کا نکاح کیا اور آدھی سلطنت کا مالک کر دیا۔ (54)

یہ تمام واقعہ مفتی صاحب نے بھی ذکر کیا ہے (55) مفتی احمد یار تفسیر صوفیانہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ روح طالوت ہے اور قلب گویا داؤد، نفس امارہ جالوت اور شیطانی خیالات نفسانی خواہشات اس جالوت کا لشکر گویا روح نے اس جہاد نفس کے وقت رب سے دعا کی کہ مولا مجھے اطاعت پر استقامت اور خواہشات کے ترک پر صبر عطا فرما اور دنیاوی مصیبتوں کے ہجوم کے وقت ثابت قدم رکھ اور اس کافر قوم یعنی نفس امارہ اور اس کے مددگاروں پہ فتح کامل نصیب فرما۔ رب نے اس کی دعا قبول کی کہ داؤد قلب نے شریعت کے گوپن میں ترک دنیا میلان عقبیٰ اور ترک ماسوائے اللہ کے تیر پر رکھ کر تسلیم و رضا کے بازو سے اس گوپھن کو گھما کر نفس کو مارا جس سے نفس اور اس کے ساتھی یعنی گندے اخلاق اور خواہشات اور شیاطین کو ہلاک کر دیا پھر رب نے اس داؤد قلب کو اپنی نیابت کا مالک اور الٰہیات کی حکمت عطا فرمائی اور اسے قرآنی اسرار و رموز میں سے جو چاہا سکھایا غرض کہ جو ربانی انعام چاہتا ہے وہ پہلے نفسانی دشمن کو قتل کرے اچھائی سے برائی کو دفع کرنا۔ پہلی آیات میں اللہ نے جالوت اور اس کے لشکر کے فساد کو طالوت اور اس کا لشکر سے دور فرمایا اور جالوت کو حضرت داؤد کے ہاتھ سے قتل کروایا اس پہلو کے بیان کرنے کے بعد اللہ نے یہ عام قاعدہ بیان کیا ہے کہ اللہ کی سنت جاریہ ہے کہ وہ مفسدین کے شر کو مصلحین سے دور فرماتا ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ زمین تباہ ہو جاتی اور قیامت آجاتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ (56)

پھر انہوں نے ان (جالوتی فوجوں) کو اللہ کے امر سے شکست دی، اور داؤد (علیہ السلام) نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے ان کو (یعنی داؤد علیہ السلام کو) حکومت اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں جو چاہا سکھایا، اور اگر اللہ لوگوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے نہ ہٹاتا رہتا تو زمین (میں انسانی زندگی بعض جابروں کے مسلسل تسلّط اور ظلم کے باعث) برباد ہو جاتی مگر اللہ تمام جہانوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے

تفسیر روح البیان میں ہے کہ علماء کے نزدیک دفع دو قسم کا ہے۔ ظاہری اور باطنی ظاہری چار گرہوں سے ہے پیغمبر سے، بادشاہوں سے، علماء سے اور اولیاء سے ان میں سے ہر ایک اپنے منصب کے لائق فساد دفع فرماتے ہیں۔ دفع خفی بذریہ عقل ہے اور عقل ہی وہمی فسادات دور کرتی ہے۔ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہر فساد کو ظاہری اور باطنی طور پر دفعہ فرمانے والے آپ ہی سلطان الملوک اور گویا مرکز عالم ہیں۔[57] مفتی احمد یار لکھتے ہیں کہ اسی لیے آپ کا اسم شریف دافع البلاء بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالم اور جابر حکمران کے جبر کو کسی نیک شخص کے سبب سے دور فرمادیتا ہے جیسے داؤد کی بدولت جالوت سے نجات اور موسیٰ کی بدولت فرعون سے دوری۔ اور ویسے بھی جہاں اللہ فساد کو دور کرتا ہے وہی کفر کے اندھیروں کو ایمان کی روشنی سے بھی دور کرتا ہے جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الر كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ(58)

"الف، لام، را (حقیقی معنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں)، یہ (عظیم) کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کے) نور کی جانب لے آئیں (مزید یہ کہ) ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف (لائیں) جو غلبہ والا سب خوبیوں والا ہے۔" اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ(59)

"آپ برائی کو ایسے طریقہ سے دفع کیا کریں جو سب سے بہتر ہو، ہم ان (باتوں) کو خوب جانتے ہیں جو یہ بیان کرتے ہیں۔"

مزید فرمایا:

أُوْلَئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَؤُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ(60)

"یہ وہ لوگ ہیں جنھیں ان کا اجر دوبار دیا جائے گا اس وجہ سے کہ انھوں نے صبر کیا اور وہ برائی کو بھلائی کے ذریعے دفع کرتے ہیں اور اس عطا میں سے جو ہم نے انہیں بخشی خرچ کرتے ہیں۔"

مفتی احمد یار ان آیات کی صوفیانہ تفسیر بیان کرتے ہیں کہ مشائخ واولیاء مصلحین ہیں وہم اور وہمانی باتیں بے مقصد لوگ ہیں۔ انسان کے استعداد گویا روح کی زمین اور ملک ہے۔ ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر رب تعالیٰ مشائخ اور اولیاء کرام کے ذریعے وہم اور وہمانیات کو دفع نہ فرماتا اور جالوت نفس کو ہلاک نہ کرتا تو روح زمین یعنی طالبین کی استعداد بگڑ جاتی ان کے اخلاق تبدیل ہو جاتے ہیں قلب کی صفائی جاتی رہتی لیکن اللہ سب پر فضل فرماتا ہے کہ طالبین کے دل میں طلب کا جوش دے کر انہیں کاملین کے دروازے پر پہنچاتا ہے پھر ان کاملین کو ان پر صبر بان بناتا ہے کہ وہ انہیں فیض دیں اور طالبین کو ریاضات و مجاہدات کی مشقیں برداشت کرنے کی قوت دیتا ہے اگر یہ کرم نہ ہوتے تو ان کے نفوس کبھی پاک کو صاف نہ ہوتے جیسے زمین پر کبھی دن کا راج ہے، کبھی رات کا، کبھی گرمی کا، کبھی برسات، کبھی خزاں، کبھی بہار، کبھی مسلمانوں کا، تو کبھی کفار۔ ہر راج کے آثار مختلف ہیں ایسے ہمارے دل کی دنیا میں کبھی نفس و شیطان کا راج ہوتا ہے کبھی روح اور نفس کا راج دل میں فسق و فجور اور اندھیرا ہی کرتے ہیں اور روح کے راج میں خوف و عشق، گریہ وزاری اور بے قراری ہوتی ہے اگر دل پہ ہمیشہ شیطان کا ہی راج ہو تو یہ بگڑ جاتے ہیں۔[61]

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

خلاصہ بحث

دنیا کی حرص سے بچاؤ:

جس طرح طالوتی لشکر کو تنبیہ کی گئی کہ نہر سے چلو بھر پانی استعمال کرے تو دراصل دنیاوی لذتوں کی بھرمار سے اجتناب کا حکم دیا گیا کہ دنیا سے اتنا ہی وصول کرو جو ضرورت ہے دنیا کی حرص مت رکھو اگر ایسا کرو گے تو یقیناً کامیاب رہو گے دنیا کے حریص لوگ اس گائے کی مانند ہیں جو بے فائدہ ہیں دودھ دے اور نہ ہی بچے جننے کی صلاحیت رکھتی ہے صرف اور صرف کھانا کھا کر گوبر کی مانند ضائع کرتی ہے۔ سمجھ اور فہم وتدبر والے وہ لوگ ہیں جو دنیا میں ضرورت کے مطابق زندگی گزاریں اور دنیا میں اپنا دل نہ لگائیں کیونکہ فضل وکرم کی بارش اسی شکل میں نازل ہوتی ہے جب دنیاوی لذتوں سے اعراض برتا جائے۔

مرشد کریم کے اثرات سے روحانی تبدیلیاں:

اللہ کا نظام کائنات اسی بات پر ہے کہ جہاں حزب الشیطان موجود ہیں وہیں حزب اللہ کا لشکر بھی اپنا کام کرے گا چاہے وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔اس لیے جب بھی نفس برائی کی طرف کھینچے گا تو اللہ کے نیک بندے اس نفس کی اصلاح اور صفائی میں اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے لیکن ضروری ہے کہ طالبین کی طلب ان کو مشائخ ومرشد کے دروازے پر لانے کی طاقت رکھتی ہو تو جب ان کے دروازے پر آ گیا تو مرشد کی ذمہ داری ہے کہ وہ نفس امارہ پر حملہ ہونے والے وسوسوں کو فیوز وبرکات سے حذف کریں گے کیونکہ اولیاء اللہ کی صحبت اور دوری سے انسانی دل اور نفس یقیناً فیض اور بگاڑ پکڑتے ہیں۔ جیسا کہ کبھی دن رہتا ہے تو کبھی رات اندھیری ہوتی ہے، کبھی موسم کی سختیوں کی شکل میں خزاں تو کبھی بہار کی خوشبوئیں نصیب ہوتی ہیں۔اسی طرح ضروری ہے کہ دل کی بہار کو معطر رکھنے کے لیے مرشد اولیاء کی صحبتوں کو اختیار کیا جائے تاکہ نفس کے آلودہ کیے ہوئے قلب وروح کو کلمہ کی روحانی تاثیر سے حزب اللہ کی طرف شریعت برقرار رکھی جائے۔

حوالہ جات:

[1] [1] البقرہ،104:2

[2] شاہ عبدالعزیز دہلوی، تفسیر عزیزی،146/1

[3] محمد بن جریر طبری، امام، جامع البیان 323/1 ،بیروت مطبوعہ دارالمعرفہ

[4] احمد یار، مفتی۔ تفسیر نعیمی،547/1،لاہور، مکتبہ اسلامیہ

[5] الانبیاء،27:21،28

[6] النحل،49:16،50

[7] الانبیاء،19:21،20

[8] ابن کثیر، عمادالدین، امام، البدایہ والنہایہ، بیروت، متبوعہ دارالفکر 37/1

[9]ابن کثیر، عمادالدین،امام، تفسیرابن کثیر، بیروت مطبوعہ ادارہ اندلس 248/1،1385ھ

[10]قرطبیؒ، محمد بن احمد،امام،الجامع الاحکام القرآن،ایران، مطبوعہ ناصر خسرو،52/2

[11]رازی، فخر الدین،امام، تفسیر رازی، بیروت مطبوعہ دار الفکر،429/1, 1398ھ

[12]اندلسی،ابوالحیان،علامہ،البحرالمحیط،بیروت مطبوعہ دار الفکر528/1 1412ھ

[13]اشرف علی تھانوی،مولانا،بیان القران 1/ 78،لاہور، مکتبہ رحمانیہ

[14]احمد یار، مفتی۔ تفسیر نعیمی،529/1،لاہور، مکتبہ اسلامیہ

[15]البقرہ،142:2

[16]خزائن العرفان ص:47

[17]بخاری، محمد بن اسماعیل،امام،الصحیح البخاری، کراچی، مطبوعہ نور محمد، 1 /10-11،1381ھ

[18]قرطبیؒ،الجامع الاحکام القران2 /149

[19]احمد یار، مفتی۔ تفسیر نعیمی،17/2،لاہور، مکتبہ اسلامیہ

[20]تفسیر عزیزی مترجم 39/1

[21]حقی اسماعیل،روح البیان،211/1 کوئٹہ، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ۔

[22]القصص،44:28

[23]مریم،16:19

[24]احمد یار، مفتی۔ تفسیر نعیمی،15/2،لاہور، مکتبہ اسلامیہ

[25]ایضاً

[26]حقی اسماعیل،روح البیان،212/2 کوئٹہ، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ۔

[27]البقرہ،144:2

[28]محمد بن جریر طبری،امام،جامع البیان13/2 بیروت مطبوعہ دار المعرفہ

[29]مراد آبادی، محمد نعیم الدین، خزائن العرفان، ص48، کراچی المدینۃ العلمیہ2013۔

[30]حقی اسماعیل،روح البیان،212/1 کوئٹہ، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ۔

[31]محمد بن جریر طبری،امام،جامع البیان14/2 بیروت مطبوعہ دار المعرفہ

[32]احمد یار، مفتی۔ تفسیر نعیمی،36/2،لاہور، مکتبہ اسلامیہ

[33]ایضاً، 37/2

[34]محمد بن جریر طبری،امام،جامع البیان378/2 بیروت مطبوعہ دار المعرفہ

[35]احمد یار، مفتی۔ تفسیر نعیمی،501/2،لاہور، مکتبہ اسلامیہ

[36]البقرہ،247:2

[37]ابن عساکر، علی بن حسن،امام، مختصر تاریخ دمشق، بیروت، مطبوعہ دار الفکر،164-11/65،1404ھ

Vol.6 No.4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

[38]احمد یار، مفتی۔ تفسیر نعیمی،505/2،لاہور، مکتبہ اسلامیہ

[39]البقرہ،248:2

[40]اندلسی،ابوالحیان،علامہ،البحرالمحیط،بیروت مطبوعہ دارالفکر581/2 1412ھ

[41]فخرالدین رازی،امام، تفسیر کبیر،91/2۔289،بیروت، متبوعہ دارالفکر1398ھ۔

[42]مرادآبادی، محمد نعیم الدین، خزائن العرفان، ص:85،کراچی المدینۃ العلمیہ2013۔

[43]احمد یار، مفتی۔ تفسیر نعیمی،508/2،لاہور، مکتبہ اسلامیہ

[44]حقی اسماعیل،روح البیان،386/1،کوئٹہ، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ

[45]الرعد،،28:13

[46]احمد یار، مفتی۔ تفسیر نعیمی،511/2،لاہور، مکتبہ اسلامیہ

[47]اشرف علی تھانوی،مولانا،بیان القران1/ 180،لاہور، مکتبہ رحمانیہ

[48]البقرۃ،30:2

[49]سیوطی، جلال الدین،امام، تفسیر در منثور،1 /318

[50]ابن عساکر، علی بن حسن،امام، مختصر تاریخ دمشق،بیروت، مطبوعہ دارالفکر،167/11۔176،1404ھ

[51]احمد یار، مفتی۔ تفسیر نعیمی،518/2،لاہور، مکتبہ اسلامیہ

[52]حقی اسماعیل،روح البیان،388/2،کوئٹہ، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ۔

[53]البقرۃ،30:2

[54]آلوسی، محمد بن عبداللہ،روح المعانی،3/374،بیروت، للطباعہ والنشر والتوزیع۔

[55]احمد یار، مفتی۔ تفسیر نعیمی،521/2،لاہور، مکتبہ اسلامیہ

[56]البقرۃ،251:2

[57]حقی،اسماعیل،روح البیان،392/1،کوئٹہ، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ

[58]ابراہیم،1:14

[59]المومنون،96:23

[60]القصص،53:28

[61]احمد یار، مفتی۔ تفسیر نعیمی،527/2،لاہور، مکتبہ اسلامیہ